

محترمہ مسرت جمال *

رزق حلال کے حصول میں خواتین کی ذمہ داریاں ازواج مطہرات کے اسوہ مبارکہ کی روشنی میں

فرمان ربانی ہے:

"النبي أولى بالمؤمنين من أنفسهم وأزواجه أمهاتهم" (۱)

ترجمہ: "اور ایمان والوں کو نبی کے ساتھ اپنی جانوں سے بڑھ کر لگاؤ ہے، اور انکی بیویاں مؤمنوں کی مائیں ہیں۔" زوجات النبی المطہرات آپ ﷺ کے مدرسہ سے فیض یاب ہونے والی وہ برگزیدہ ہستیاں ہیں جنکا قول و فعل ابد الابد تک کائنات کو جہالت و گمراہی کی تاریکیوں سے نکالنے کے لئے ایک مصلح کا کردار ادا کرتا رہے گا۔ ازواج مطہرات وہ پاکیزہ شخصیات ہیں جو نبی کریم ﷺ کا پرتو ہیں اور برکت کے لحاظ سے پوری کائنات پر چھایا ہوا ہے۔ آپ کی زوجات مطہرات آپ کی تعلیمات سے ایسی تربیت یافتہ ہیں کہ انہیں ماں کا خطاب دیکر تمام امت محمدیہ کو انکی اولاد قرار دیا گیا۔ اور ایسا کرنے میں ایک واضح حکمت یہ بھی جھلکتی نظر آتی ہے کہ ماں کی گود بچے کی ابتدائی درس گاہ ہے۔ بچہ جو کچھ اپنی زندگی کے ابتدائی ایام میں اس درس گاہ سے سیکھ لیتا ہے وہ اس کی زندگی کا حصہ بن جاتا ہے۔ لہذا ازواج مطہرات کو امہات المؤمنین کا شرف بخش کر تمام امت کو ایک ایسی درس گاہ فراہم کی گئی جس برؤمنوں کا رب اور فرشتے سلام بھیجتے ہیں۔ (۲)

خواتین کی حیثیت سے محمد مصطفیٰ ﷺ نے ہمیں دنیا کی تاریخ میں جو عزت و مرتبہ بخشا کوئی اور تہذیب و تمدن اور کوئی دین و مذہب اس کا مقابلہ نہ کر سکا۔ اور سونے پہ سہاگہ زوجات النبی ﷺ نے جس طرح اپنے کردار سے ہمارے لئے ایک باعزت و محترم زندگی کی عملی شکل پیش کی۔ تو اس نے ہمیں ہدایت کی ایک ایسی شاہراہ فراہم کر دی کہ جس پر ہم بے خوف و خطر چل کر تمام فضا کو پر امن اور پرسکون بنا سکتے ہیں۔

* اسٹنٹ پروفیسر شعبہ عربی جامعہ بشاور

۴۳۰

ترجمہ: "لوگوں کی اتم سنتے نہیں ہو؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟ بلاشبہ سادگی ایمان کی نشانی ہے۔ بلاشبہ سادگی ایمان کی نشانی ہے۔"

آپ ﷺ کا یہ فرمان صرف کلام کی حد تک نہیں تھا بلکہ آپ ﷺ خود اور آپ ﷺ کی زوجات عملاً اسکی جیتی جاگتی تصویر ہیں۔ آپ کا کھانا، آپ کا لباس، آپ کے اقوال پر عمل کی مہر ثبت کرتے ہیں۔

آج ہم خواتین اپنے لباس اور اپنی خوراک کا موازنہ اگر دنیا کے سردار کی زوجات سے کریں تو ندامت سے ہمارے سر جھک جائیں۔ یہ وہ ہمتیاں ہیں جنکے سامنے دنیا گھٹنے ٹیکے اور سر جھکائے حاضر تھی۔ لیکن انھوں نے دنیا اور اسکے متاع کو جس طرح ٹھکرا دیا وہ ہمارے لئے مقام عبرت ہے۔ کہ ہم کس طرح اس متاع کو گلے لگا رہے ہیں۔ ہم اپنی خوراک اور لباس میں جس بناوٹ و تصنع کا شکار ہیں اس سے اللہ کا رسول ﷺ بھی پناہ مانگتا ہے۔ ہم نمائش و زیبائش کی دوڑ میں جس تیزی کے ساتھ اپنے آپ کو شامل کر رہے ہیں۔ اتنی ہی تیزی کے ساتھ ہم اپنی بربادی کا سامان بھی اکٹھا کر رہے ہیں۔

ہمارے دسترخوان کو رنگارنگ کھانے زینت بخش رہے ہیں۔ دعو توں پر نام و نمود کے لئے ہم پیسہ پانی کی طرح بہا دیتے ہیں۔ مقصد سوائے ریا کاری اور دکھاوے کے کچھ بھی نہیں۔ ایک نظر زوجات النبی ﷺ کے دسترخوان پر ڈالتے ہیں تو حضرت عائشہ صدیقہ گو یہ فرماتے ہوئے پاتے ہیں کہ: "ما شبع آل محمد ﷺ من خبز الشعیر یومین متتابعین حتی قبض رسول اللہ ﷺ" (۴)

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں انکے اہل و عیال نے مسلسل دو دن کبھی جو کی روٹی سے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔" اور سادگی کا یہ عالم تھا کہ کھانا کبھی میز یا پشتریوں پر نوش نہ فرمایا۔ بلکہ چڑے کے دسترخوان پر کھانا کھاتے تھے۔ جہاں تک آپ لوگوں کے سالن کا تعلق ہے تو وہ عموماً سرکہ یا کھجور ہی ہوتی تھی۔ لیکن وہ بھی اتنی مقدار میں نہ ہوتی کہ شکم سیر ہو سکے۔ جب ہم اپنے کھانوں پر نگاہ ڈالتے ہیں تو شرم سے نگاہ اٹھانے کی ہمت نہیں پڑتی۔ لیکن افسوس کہ ہم نے انکے بابرکت کردار سے سادگی کا سبق نہ سیکھا۔

ازواجِ مطہرات کی خوراک و لباس سے ہنکر ایک نظر انکی رہائش پر ڈالتے ہیں تو یک لخت منہ سے اللہ اکبر کی صدا نکلتی ہے۔ کہ وہ ہمتیاں کہ جن کے لئے دنیا کی تمام متاع ہے ایک ایک حجرے پر مشتمل چھوٹے سے گھر میں رہائش پذیر ہیں۔ جبکہ ہم جنھیں اپنے انجام کی بھی خبر نہیں، بلند و بالا وسیع و عریض عمارتوں میں پر تعیش زندگی گزارنے کے باوجود ناشکری کے کلمات زبان سے ہمہ وقت جاری رہتے ہیں۔ اور خوب سے خوب تر کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں۔ نتیجہ بالکل واضح ہے کہ ہم نے ازواجِ سیدات کی سادگی کو اپنی زندگی میں نافذ کرنے کی کوشش نہ کی تو اس عیش و عشرت سے بھرپور زندگی کا انجام ہمیں ایک ایسی اندھیری غار میں دھکیل دے گا جس سے نکلنے کی تمام راہیں مسدود ہوگی۔

اب ایک اور سوال ہمیں مضطرب کرتا ہے کہ وہ کون سا راستہ ہے کہ جس کو اپنا کر ہم سادگی کی عملی تصویر بن سکتے ہیں؟ تو اس سوال کا جواب بالکل واضح ہے کہ سادگی کی منزل کو پہنچنے والی شاہراہ ہے:-

(۲) کفایت شعاری

اگر ہم اپنی زندگی میں کفایت شعاری کے زریں اصول کو اپنا لیتے ہیں تو ہماری زندگی میں ایک اعتدال پیدا ہو جاتا ہے۔ کفایت شعاری کا مطلب بخل اور کنجوسی ہرگز نہیں۔ کیونکہ ازواجِ مطہرات کفایت شعار ضرورتیں، بخل اور کنجوسی ہرگز نہیں تھیں۔ انھوں نے تو اپنے منہ سے لقمہ نکال کر دوسروں کو سیر کیا۔ بھلا انکا بخل اور کنجوسی سے کیا تعلق۔ فرمانِ الہی ہے:

"وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا" (۵)

ترجمہ: "اور اپنا ہاتھ نہ تو اتنا سکیڑ کہ گویا گردن سے بندھا ہوا ہو۔ اور نہ بالکل پھیلا دو، ورنہ تم ایسے بیٹھے رہ جاؤ گے۔ اور لوگ تمہیں ملامت بھی کریں گے اور تہی دست ہو گے۔"

"وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يَسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا" (۶)

ترجمہ: "اور وہ لوگ جب خرچ کرنے لگیں تو نہ فضول خرچی کریں اور نہ بہت تنگی کریں۔ بلکہ انکا خرچ افراط و تفریط کے درمیان (بیچ) کا ہے۔"

ان آیات کے ذریعے سے ہماری راہ متعین کر دی گئی ہے کہ ہمارے اخراجات کا راستہ کفایت شعاری کا راستہ ہونا چاہیے۔ اپنی چادر اور اپنی حیثیت کے اندر اندر رہ کر خرچ کرنا چاہئے۔ یہی وہ راستہ ہے جو ازواجِ مطہرات کی سیرت سے جا ملتا ہے۔ امہات المؤمنین نے اپنی چادر سے زیادہ پاؤں پھیلائیے کی کوشش نہیں کی۔ باوجود یہ کہ وہ چاہتیں تو ایسا کر سکتی تھیں۔ لیکن وہ خود محنت مزدوری کرتیں اور پھر اس رقم سے غرباء و فقراء کی مدد کرتیں۔ حضرت خدیجہؓ اگر چاہتیں تو ایک پرعیش زندگی گزار سکتی تھیں۔ کیونکہ وہ ایک وسیع کاروبار کی مالک تھیں۔ لیکن انھوں نے اپنی دولت اسلام کی اشاعت کے لئے وقف کر دی۔ اور خود ایک سادہ سی زندگی گزار دی۔ اور حضراتِ عائشہؓ جو ہدایا میں آنے والی قوم ضرورت مند ہونے کے باوجود خیرات کر دیتی تھیں۔ اور خود انکی کی حالت یہ تھی کہ کڑیہ (قیص) میں پیوند لگا ہوا ہوتا تھا۔ (۷)

حضرت زینب کے پاس جب انکا سالانہ وظیفہ کے بارہ ہزار درہم آئے تو آپ بار بار یہ کہتیں تھیں:

"اللهم لا يدركني هذا المال من قابل فانه فتنة" (۸)

ترجمہ: اے اللہ آئندہ یہ مال میرے پاس نہ آئے۔ تحقیق یہ بڑا فتنہ ہے۔

اور یہ کہہ کر اسی وقت سارا مال اپنے اقارب اور حاجت مندوں میں تقسیم کر دیا۔

کیا ازواج مطہرات چاہتیں تو ان اموال سے آرام دہ زندگی نہیں گزار سکتی تھیں۔ اور اپنے رہن سہن کو بہتر نہیں بنا سکتی تھیں؟ کیوں نہیں۔ وہ سب کچھ کر سکتی تھیں۔ لیکن چونکہ وہ تمام امت مسلمہ کا ابتدائی مدرسہ تھیں لہذا انھوں نے ہر ایسے اقدام سے گریز کیا جو اول تو انکی زندگی کو بے سکون کر سکتا تھا۔ اور بعد میں نقش عمل کے طور پر امت کے لئے حجت بن سکتا تھا۔

اب خواتین کی حیثیت سے ہمارے کندھوں پر ایک بہت بڑی معاشرتی ذمہ داری کا بوجھ ہے۔ اور وہ صرف اس صورت میں ہلکا ہو سکتا ہے کہ ہم ازواج مطہرات کی سیرت کو اپنا کر کفایت شعاری کی راہ کو اپنائیں۔ اپنی آمدنی و خرچ میں توازن پیدا کریں، اپنی الماریوں اور صندوقوں کو رنگارنگ کپڑوں سے بھرنے، میزوں اور طشتریوں کو بے شمار کھانوں سے مزین کرنے، اور بلند و بالا عمارتوں کے چکروں میں پڑ کر اپنے اخراجات کو آمدنی سے بڑھانے کی بجائے کفایت شعاری کی راہ اپنائیں۔ تو یہ بات شک سے بالکل بالاتر ہے کہ ہم بہت جلد اپنی زندگی کو پر امن و پرسکون بنانے میں کامیاب ہو جائیں گی۔ اور قرضوں کے بوجھ تلے دبنے کی بجائے دوسروں کو دینے کے قابل بھی ہو سکیں گی۔ کفایت شعاری کی راہ کو اپنانے میں رزق حلال کا حصول ہمارے لئے بہت اہم کردار ادا کرے گا۔ اسلئے کہ اگر ہم نے:

(۳) اکل حلال

کے حصول میں دوڑ دھوپ شروع کر دی تو باقی مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے۔ کیونکہ پر قیض زندگی اور فضول خرچیوں کے پیچھے ایک ہی چیز چکر لگاتی دکھائی دیتی ہے۔ وہ ہے اکل حلال سے غفلت۔ ہماری زندگی سادگی سے صرف اس لئے عاری ہوئی کہ ہم ان لوگوں کی صف میں کھڑے ہونے کیلئے پرتو لتے رہتے ہیں جنہیں اس بات کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں کہ انکے منہ میں جانے والا لقمہ حلال ہے یا حرام۔ ہمارے اخراجات ہماری آمدن سے صرف اس وجہ سے بڑھ گئے کہ ہم نے سیرت مطہرہ سے سیکھا ہوا کفایت شعاری کا درس بھلا کر زندگی میں اعتدال پیدا کرنے کیلئے چور دروازوں کا سہارا لینا شروع کر دیا۔ قطع نظر اس سے کہ یہ تمام دروازے کسب حرام کی منزل کو جاتے ہیں۔ اور خداوند عالم ان سب ذرائع کو یہ کہہ کر ناپسند فرماتا ہے کہ:

"لا یستوی الخبیث والطیب ولو أعجبک كثرة الخبیث" (۹)

ترجمہ: "حرام و حلال برابر نہیں ہو سکتے اگرچہ حرام کی کثرت تمہیں پرکشش معلوم ہو۔"

اور پھر تاکید فرمائی کہ:

"یا ایہا الذین آمنوا کلو ا من طیبات ما رزقناکم" (۹)

ترجمہ: "اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ان میں سے پاک چیزوں کو کھاؤ"

اس تاکید میں جو حکمت ہے وہ اسکے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ جس طرح خالص و لطیف غذائیں صحت انسانی کے لئے سودمند و نفع بخش ثابت ہوتی ہیں۔ اور ملاوٹ شدہ اور زہریلی خوراک جسم انسانی کے لئے نہایت مضر بلکہ باعث ہلاکت بھی بنتی ہے۔ اسی طرح حرام اشیاء کے استعمال سے انسان کے اخلاق و اطوار اور قلب و روح پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سرکارِ دو عالم نے بھی اپنی زندگی میں اسکا اہتمام رکھا اور بار بار فرمایا:

"طلب کسب الحلال فریضة بعد الفریضة" (۱۰)

ترجمہ: "حلال کمائی کا طلب کرنا فرض کے بعد فرض ہے۔"

اور یہ بھی وضاحت فرمادی کہ:

"لا یدخل الجنة جسد غلبی بالحرام" (۱۱)

ترجمہ: "حرام کے ساتھ پرورش کیا گیا بدن جنت میں داخل نہیں ہوگا۔"

اور رزقِ حلال کی تعریف میں یوں رطب اللسان ہوئے:

"ما أكل أحد طعاماً قط خيراً من أن يأكل من عمل يديه وأنت نبی اللہ داؤد

علیہ السلام کان يأكل من عمل يديه" (۱۲)

ترجمہ: "کسی شخص نے اس کھانے سے بہتر نہیں کھانا نہیں کھایا جو اس نے اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کمایا۔ اور اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے کمائی کر کے کھاتے تھے۔"

قرآن و سنت کا تجزیہ کرنے کے لئے جب ایک نگاہ سیرت و زوجات و مطہرات پر ڈالتے ہیں تو وہ ہمیں رزقِ حلال کی داعیات نظر آتیں ہیں۔ کیونکہ انھوں نے جس سادہ زندگی کو اپنایا اور جس کفایت شعاری کو فروغ دیا اس نے اکل حلال کے حصول کی راہ خود بخود آسان کر دی۔

دوسری جانب ہمیں اکل حلال کے حصول میں جن مشکلات کا سامنا ہے ان میں ہماری فضول خرچیاں اور عیش و عشرت سے بھرپور زندگی کے خواب اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اگر صرف ہم خواتین ہی اپنے چہروں کو ہنساؤ سنگھار کی لپیٹ تھوپتی سے صاف کر لیں، سادہ کپڑوں کا رواج ڈال دیں، سادہ خوراک اور حسب ضرورت مکان کا انتخاب کر لیں تو یقین کریں کہ پہلے تو ہم خود ہی کئی اعصابی بیماریوں سے نجات پالیں گی۔ اور پھر اپنے والدین، شوہروں، بچوں، ہمسایوں اور معاشرے کو بھی بہت سی بیماریوں سے نجات دلا سکتی ہیں۔

اسکے ساتھ ساتھ ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی میں جو ابتری اور اضطراب پایا جاتا ہے وہ خود بخود ختم جائے گا۔ اور طبقاتی کشمکش دھیرے دھیرے ختم ہو جائے گی۔ اور ہم دنیا کے سامنے ایک ایسی زندہ قوم کی حیثیت سے سانس لے سکیں گی جو اپنی گردن سے قرضوں کا طوق اتار کر ہاتھوں میں ضرورت مندوں کے لئے خیرات کی تھیلیاں اٹھاتی

پھریں گی۔ اور یہ سب صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہم اکل حلال کے حصول کیلئے اپنے مردوں کو ابھاریں اور ان سے ناجائز خواہشات کی تکمیل کی جنگ بند کر دیں۔ کیونکہ اسی ایک اکل حلال کی اہمیت کا شعور ہمیں دوسروں کو مستفید کرنے کا موقع دے گا۔

خلاصۃ البحث یہی ہے کہ اگر ہم خواتین نے اپنی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داری کو پہچان کر سیرت ازواج مطہرات سے فائدہ اٹھالیا تو ہم اپنے ہاتھوں سے اپنی بقاء کی تعمیر کریں گی۔ کیونکہ ازواج مطہرات کیا تھیں؟ حقیقت میں مدرسۃ النسوان کی طالبات تھیں۔ مسجد النبوی میں مردوں کو تعلیم دی جاتی تھی اور گھر میں ازواج مطہرات کو۔ صرف اس لئے کہ یہی ازواج مطہرات آئندہ چل کر امت کی عورتوں کی معلمات بننے والی تھیں۔ لہذا آج اگر ہم اپنی معلمات کی تعلیمات سے فائدہ اٹھا لیتی ہیں تو ہم معاشرے کو آئندہ چل کر ایسی نسل دیں گی جو کسی بھی صورت میں قول و فعل میں ان سے کم نہ ہوگی۔

اور ایسا کرنے کیلئے ہمیں اکل حلال کے حصول کے لئے خوب جدوجہد کرنی ہوگی۔ جو وقتی طور پر ایک مشکل ترین عمل دکھائی دے گا لیکن بعد میں دور رس نتائج کا حامل ہوگا۔ اس اصول کو اپناتے ہی ہمیں اپنے اندر کفایت شعاری کا جذبہ محسوس ہوگا۔ کیونکہ جو کمائی ہم خون پسینہ بہا کر حاصل کریں گے۔ اسے کسی بھی صورت فضول خرچیوں پر ضائع کرنے کو تیار نہیں ہونگے۔ جب کفایت شعاری کا رنگ ہم پر چڑھنے لگے گا تو سادگی کی موجیں بھی ہمیں اپنی پناہوں میں لینے کے لئے مضطرب ہوں گی۔ کیونکہ محنت سے کمائی ہوئی رقم کو جب کفایت شعاری سے خرچ کرنے کے بعد بچالیں گی تو اسے کپڑوں، جوتوں، میک اپ اور اللے تللوں پر ضائع نہیں کریں گی۔ اور اس طرح اپنے گھر اور معاشرے کو جنت کا گہوارہ بنادیں گی۔

لیکن یہ بات یاد رہے کہ یہ سب تب ہی ممکن ہے کہ جب ہم ان ہستیوں کی سادگی، کفایت شعاری اور اکل حلال کی تعلیمات پر عمل کریں گی جنہیں دنیا کے انتخاب کا اختیار یہ کہہ کر دیا گیا کہ: **وان كنتن تردن الحیاء الدنیا وزینتها فتعالین امتعکن واسرحکن سرا حاً جمیلاً۔ وان كنتن تردن اللہ ورسولہ والدار الآخرة فان اللہ اعد للمحسنات منکن اجرا عظیماً (۱۳)** ترجمہ: "اگر تم دنیا کی زندگی چاہتی ہو اور اس کی زیب و زینت، تو آؤ میں تمہیں کچھ فائدہ دے دوں۔ اور خوش اسلوبی سے تمہیں رخصت کر دوں۔ اور تم اگر خدا اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہو تو تم میں سے نیکو کاروں کیلئے اللہ تعالیٰ نے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔"

پس انھوں نے اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا کہ انھیں دنیا سے کوئی رغبت نہیں۔ اگر انکے دلوں میں دنیا کی ہوس ہوتی تو وہ یقیناً کچھ دے دلا کر رخصت ہو جاتیں لیکن انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انتخاب کیا۔ اور ایسا کسی جبر

کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے دل کی رضا اور دنیا و آخرت کے ابدی فائدے کے لئے کیا۔

ابھی حالات ہمارے اختیار سے اس قدر باہر نہیں ہوئے کہ ہم اپنی اصلاح نہ کر سکیں۔ پس ہمیں اللہ کی رضا کو سامنے رکھ کر رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے انکی تربیت یافتہ زوجات کو اپنے لئے عملی نمونہ بنا کر سادگی کو اپنا شعار بنانا ہوگا، اکل حلال کو اپنے روزگار کا مقصد بنانا ہوگا اور اسکے لئے کفایت شعاری اور میاندروی کے راستے کو منتخب کرنا پڑے گا تاکہ دنیا و آخرت کے ہر محاذ پر کامیابیوں سے ہمکنار ہو سکیں اور ایمان کی ان شرائط کو پورا کر دیں جو کہ عظمت کا سنگ میل ہیں یعنی: "وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ" (۱۷) ترجمہ: تم ہی بلند رہو گے اگر تم مؤمن رہے۔

اگر ہم طبقہ خواتین نے اپنی ذمہ داریوں کا احساس کر کے انتہائی سنجیدگی کے ساتھ سادگی، کفایت شعاری اور اکل حلال کے اصولوں پر عمل شروع کر دیا تو کوئی شک نہیں کہ اللہ کے نزدیک ہمیں سرخروئی حاصل ہو سکے اور ہم ہدایت و کامیابی کی منزلیں اور بلندیاں حاصل کر لیں۔ کیونکہ خود اللہ کا فرمان ہے:

"مَنْ عَمِلْ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أَنشَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ" (۱۸)

ترجمہ: جو کوئی نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مؤمن ہو تو ہم اسے ضرور بسر کرانیں گے (دنیا میں) اچھی زندگی اور ہم انھیں (آخرت میں) بدلے میں انکے اعمال سے کہیں بہتر اجر عطا کریں گے۔

الحواشی

- (۱) القرآن: الاحزاب: ۶۔
- (۲) مشکاة، باب المناقب، الترمذی، دار الفکر، بیروت، لبنان، ۲۰۰۰م۔
- (۳) سنن أبی داؤد، کتاب اللباس للجبثانی، متن مشکول، تحقیق: العطار، دار الفکر، بیروت، لبنان، ۲۰۰۰م۔
- (۴) شمائل الترمذی، باب صفۃ خیر رسول اللہ ﷺ، الترمذی أبوعیسیٰ، تحقیق محمد عبدالعزیز الخالدی، منشورات دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۹م۔
- (۵) المصدر السابق۔
- (۶) القرآن: الاسراء: ۳۔

- (۷) القرآن: الفرقان: ۶۔
- (۸) صفوة الصفوة: ۱۴/۲۔
- (۹) فتح الباری شرح صحیح البخاری لابن حجر ۲/۲۲۸، دار الفکر، بیروت، لبنان، ۲۰۰۰م۔
- (۱۰) القرآن: المائدة: ۱۰۰۔
- (۱۱) القرآن: البقرة: ۱۷۲۔
- (۱۲) مشکاة المصابیح، باب البیوع، دار الفکر، بیروت، لبنان۔
- (۱۳) صحیح البخاری، البخاری محمد بن اسماعیل، باب البیوع، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۹م۔
- (۱۴) صحیح البخاری، البخاری محمد بن اسماعیل، باب البیوع، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۹م۔
- (۱۵) زوجات النبی ﷺ الطاہرات، الصوف: دار الفکر، بیروت، لبنان، ۲۰۰۰م۔
- (۱۶) القرآن: الأحراب: ۲۸ و ۲۹۔
- (۱۷) القرآن: آل عمران: ۱۳۹۔
- (۱۸) القرآن: النحل: ۹۷۔

المصادر والمراجع

- (۱) القرآن
- (۲) مشکاة الترمذی، دار الفکر، بیروت، لبنان، ۲۰۰۰م۔
- (۳) سنن أبی داؤد اللیثی، متن مشکوٰۃ، تحقیق: الطاهر، دار الفکر، بیروت، لبنان، ۲۰۰۰م۔
- (۴) شمائل الترمذی، الترمذی أبو عیسیٰ، تحقیق محمد عبدالعزیز الخالدی، منشورات دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۹م۔
- (۵) صفوة الصفوة: دار الفکر، بیروت، لبنان، ۸۔
- (۹) فتح الباری شرح صحیح البخاری لابن حجر، دار الفکر، بیروت، لبنان، ۲۰۰۰م۔
- (۱۲) مشکاة المصابیح، دار الفکر، بیروت، لبنان۔
- (۱۳) صحیح البخاری، البخاری محمد بن اسماعیل، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۹م۔
- (۱۴) صحیح البخاری، البخاری محمد بن اسماعیل، باب البیوع، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۹م۔
- (۱۵) زوجات النبی ﷺ الطاہرات، الصوف: دار الفکر، بیروت، لبنان، ۲۰۰۰م۔